جدید فارسی نظم اور اہم اُردو مترجمین

میمونہ یٰسین

Memoona Yaseen

M.Phil Scholar, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

There is a great importance of old education in the progress of modern education. This is the same for language and literature. The most important factor in the progress and spread of language and literature is translation. In modern times, the term of recreation is used for translation. Every new term is called as "Modern". In poetry or literature whether this modernization is based on words or techniques and ideas. Those people who migrated from Iran, based the foundation of modern Persian poem. Modern Persian poetry have the qualities of "Shayri No" (new peom), "Shayri Mojhy No" (new poetry) wave. There are five books of modern Persian poetry in Urdu translation that we include, Modern Persian poetry (translated by N.M. Rashid), Nazmain Tera Tawaf Karti Hain (translated by Dr. Muen Nizami), Rabte Kay Diye (translated by Uzma Aziz Khan), Muasar Irani Shayari (translated by Muhammad Keumarsi) and Muasar Irani Nazmain (translated by Saadat Saeed) in following tranalators, important names are Aftab Asghar, Dr. Shoaib Ahmad, Khawaja Abdul Hameed Yazdani, Ali Kamel Qazilabash, Ali Mazhar Asghar, Afsar Mahpuri, Sarfraz Zafar, Naheed Kishwar and Fatima Fayyaz.

جدید علوم ہوں یا قدیم علوم، علم و ادب کی دنیا میں دونوں کی اہمیت مسلم ہے، بالعموم قدیم علوم کی بدولت ہی جدید علوم ترقی کے مدارج طے کرتے ہیں اور بالخصوص قدیم زبانوں کے زیرِ اثر جدید علوم اور زبانیں ثروت مند ہوتی ہیں۔ تبدیلی کا یہ عمل سینہ بہ سینہ چلتا ہے یا پھر ادب کے ذریعے، چوں کہ ادب اور ادبیات مختلف زبانوں میں فن پاروں کی صورت میں سامنے آتے

ہیں۔اس لیے زبانوں کے فرق کوختم کرنے کے لیے جو سب سے مستحکم اور متحرک روایت ہے، وہ ترجمے کی روایت ہے۔ادبیاتِ عالم میں ایک زمانہ تھا جب تخلیق کے عمل کو اوّلین اور تراجم کے عمل کو ثانوی حیثیت دی جاتی تھی اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ طبع زادتخلیق کے لیے ذہن وتخیل کی تمام قوتیں بروئے کار آتی ہیں اور اس کے مقابل ترجمہ ایک سہل اور آسان عمل ہے لیکن آج ترجمے کے لیے امریکہ میں (Recreation) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔(۱) جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جدید یا جدیدیت کی اصطلاح کو مختلف فرہنگوں کے حوالے سے دیکھیں تو ان میں اس لفظ کے درج ذیل معنی پیش کیے گئے ہیں۔''فرہنگ تلفظ'' میں شان الحق حقّی لکھتے ہیں:''فنون لطیفہ کی وہ نئی تکنیک اور تحریکات جو جنگ عظیم اوّل کے بعد شروع ہوئیں۔''(۲)

جدیدیت کی اصطلاح کی وضاحت ''تشریحی لغت'' میں اس طرح درج ہے:

> "Modernism" جدیدیت، جدید ہونا، اگرچہ جدیدیت یا جدید کی اصطلاح مختلف اوقات اور زمانوں میں مختلف اشیاء، مختلف امور اور مختلف رویوں کے لیے استعمال کی جاتی رہی ہے لیکن دورِ حاضر میں یہ ایک بین الاقوامی رجحان بن کر سامنے آئی ہے۔ چنانچہ شاعری، ڈراما، افسانہ، موسیقی، مصوری، فنِ تعمیر اور دیگر فنون میں جدیدیت تو گویا ''فرمانِ امروز'' بن چکی ہے۔ ہر فن میں نئے نئے رجحانات جدیدیت کے نام پر متعارف کرائے جا رہے ہیں۔مغرب میں ۱۹ویں صدی کے اواخر اور ۲۰ویں صدی کے اوائل میں جدیدیت کا پرچار ہوا اور اس جدیدیت نے ۲۰ویں صدی کے فنون ہی نہیں علوم کو بھی متاثر کیا۔''(۳)

بہرحال شعروادب میں ہر نئی چیز کے آنے کو 'جدید' کا نام دیا جا سکتا ہے خواہ وہ الفاظ ہوں، تکنیک ہو، خیالات ہوں اور اس کے محرکات کوئی بھی ہوں، جدیدیت کے زمرے میں آتے ہیں۔قدیم زمانے میں فارسی شاعری نے براہِ راست اُردو شاعری کو متاثر کیا بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ اُردو زبان، فارسی زبان کا دودھ پی کر جوان ہوئی ہے۔لیکن اگر ہم جدید شاعری کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو یہ بات حیرت میں ڈالتی ہے کہ جدید فارسی شاعری کے خاص اثرات جدید اُردو شاعری میں نظر نہیں آتے تاہم اُردو اور فارسی کی جدید شاعری کا آغاز قریب قریب ایک ہی زمانے میں ہوتا ہے۔ن۔م۔راشد اپنی کتاب ''جدید فارسی شاعری'' کی تمہید میں یوں رقم طراز ہیں:

> ''اُردو میں یہ تحریک ۳۲۔۱۹۳۱ء کے لگ بھگ شروع ہو گئی تھی اور فارسی میں اس عہد ۱۹۳۵ء کے قریب ہوا جب نیما یوشیج نے اپنی پہلی آزاد نظم ایک ادبی رسالے ''موسیقی'' کی ادارت میں شامل ہونے کے بعد شائع کی۔''(۴)

ن۔م۔راشد اُردو اور فارسی کی جدید شاعری کے محرکات کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں:

> ''ہرچند دونوں زبانوں میں جدت کی تحریک مغربی شاعری سے متاثر ہوتی ہے لیکن میرے خیال میں یہ محض انگریزی یا فرانسیسی شاعری کا اثر نہ تھا بلکہ اُسے کہیں زیادہ ان سیاسی، اقتصادی، اجتماعی حالات کا نتیجہ تھا جو اُس وقت رونما ہو رہے تھے کہ دونوں زبانوں کے شاعروں نے آزادی کی طرف قدم بڑھانا شروع کیا۔اسی وجہ سے دونوں زبانوں کی

شاعری نے قریب قریب متوازی راستے طے کیے ہیں۔‘‘(۵)

ایران میں جدید فارسی شاعری کے حوالے سے جب ہم بات کرتے ہیں تو سب سے پہلے ان محرکات کو پیش کرتے ہیں جو جدید فارسی شاعری کا سبب ہیں اور جنھوں نے شاعروں کے اذہان کو اتنا متاثر کیا کہ انھوں نے فن واسلوب کے نئے پیراہن اختیار کیے۔

جدید فارسی نظم

ایران میں ناصرالدین شاہ قاچار کے دور سے ہی سیاسی ہیجان پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا جو مختلف ادوار میں مختلف انداز میں ظاہر ہوتا رہا۔ پہلے زر پرست اور امراء کے خلاف احتجاج مقصود تھا جو انگریزوں اور روسیوں سے رشوتیں وصول کرتے اور ان کی نظر میں ملک کے مفاد کو کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سیاسی خیالات نے نیا رُخ اختیار کیا اور کانسٹی ٹیوشن اور منشور کے لیے مطالبہ کیا جانے لگا۔جنگِ عظیم سے پہلے بہت سے ایران پرست نقل مکانی کر گئے ان میں سے کچھ استنبول اور کچھ جرمن میں رہائش پذیر ہوئے۔ان مہاجرین نے مغرب کو قریب سے دیکھا اور جدید مغربی خیالات کو ایران میں رائج کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ ناصرالدین شاہ قاچار یورپ سے بہترین تعلقات استوار کرنا چاہتا تھا جب کہ ملک کا حساس طبقہ اس بات کے خلاف تھا لہٰذا ان حالات میں کھلم کھلا قلم نہیں اُٹھا سکتے تھے تو اس وقت اخبارات نے اہم کارنامہ سرانجام دیا لیکن حکومت کی طرف سے ان کو بھی بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ’’مقالات احسن‘‘ میں اس وقت کے اخبارات کے کردار کے بارے میں لکھا ہے:

> ’’شخصی حکومت، استبداد، معاشرتی خرابیوں اور برطانوی استعمار سے ایرانی حکومت کی ساز باز کے خلاف اخبارات نے زہر اُگلنا شروع کیا تو ان پر سخت پابندیاں لگا دی گئیں۔ چنانچہ بعض وطن پرستوں نے بیرونی ملکوں سے اخبارات شائع کرنے شروع کیے جن میں استنبول کا اختر (۱۸۷۵ء)، لندن کا قانون (۱۸۹۰ء)، کلکتہ کا جبل المتین (۱۸۹۳ء) اور قاہرہ کے ثریا (۱۸۹۸ء) اور پرورش (۱۹۰۰ء) شامل ہیں۔صوراسرافیل کے ایڈیٹر مرزا جہانگیر ان ایسے محبِ وطن اخبار نویس کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ بہرحال ان اخبارات نے سیاسی بیداری کے لیے بہت سازگار ماحول پیدا کر دیا۔‘‘(۶)

جدید فارسی نظم کو بہتر انداز میں سمجھنے کے لیے اس کے مختلف ادوار کو سنین میں ترتیب دیا جا رہا ہے۔ یہ ادوار زیادہ تر مختلف تاریخی اور سماجی تبدیلیوں اور نئے رجحانات کی بنا پر مرتب کیے گئے ہیں جو کچھ یوں ہیں:

- پہلا دور: ۱۹۲۱ء سے لے کر ۱۹۴۱ء تک کا دور: رضا شاہ کا عہد
- دوسرا دور: ۱۹۴۱ء سے لے کر ۱۹۵۳ء تک کا دور: رضا شاہ کے استعفیٰ سے لے کر ۱۹۵۳ء کی فوجی بغاوت تک
- تیسرا دور: ۱۹۵۳ء سے لے کر ۱۹۶۱ء تک دور: بغاوتی ادب کا دور
- چوتھا دور: ۱۹۶۱ء سے لے کر تا حال: عروج کا دور

جدید فارسی کی خصوصیات کی بات ہو تو ڈاکٹر سید عبداللہ کی رائے میں وہ امور جو زیرِ بحث ادبیات کو ممتاز و منفرد بناتے ہیں کم و بیش یہ ہیں:

اوّل: مغربی اثرات کے ماتحت ادبیات ایران میں خوش گوار تبدیلیاں

دوم: ادبیات ایران میں شدید ایرانی عصبیت کا ظہور

سوم: ادبیات ایران میں صمیمیت (Sincerity) اور مقصد (Purpose) کا پیدا ہونا اور تصنع اور تقلید سے احتراز کی نوبت۔(۷)

جدید فارسی شاعری کے ساتھ ہی شعرنو، شعر موجِ نو کی تحریکات کا ذکر ملتا ہے اور مشاہدے میں آیا ہے کہ بہت سے شعرا کا ذکر جدید فارسی شاعری کے حوالے سے ہے جب کہ بعضوں کا ذکر شعرنو اور شعر موج نو کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔ پروفیسر وہاب اشرفی 'موج نو' کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

> ''شعر موج نو کا عمومی مزاج سمبلزم سے قریب ہے اس سے وابستہ شعراء میں ابہام الفاظ کے دوراز کار اضافہ مطالب پوشیدہ ہوتے ہیں۔''(۸)

جدید فارسی شعرا کی ایک طویل فہرست ہے جن میں سے چند منتخب شعرا کا ذکر ذیل میں کیا جارہا ہے۔

نمبر شمار	شعرا کا نام	نمبر شمار	شعرا کا نام	نمبر شمار	شعرا کا نام	نمبر شمار	شعرا کا نام
۱۔	نیما یوشیج	۶۔	فروغ فرخ زاد	۱۱۔	محمد علی سپانلو	۱۶۔	تیمور ترنج
۲۔	اسماعیل خوئی	۷۔	محمود کیانوش	۱۲۔	سلمان ہراتی	۱۷۔	علی رضا قزوہ
۳۔	فریدون تولّلی	۸۔	رضا براھنی	۱۳۔	امین صدیقی	۱۸۔	علی موسوی گرمارودی
۴۔	اسماعیل شاہرودی	۹۔	محمد حقوقی	۱۴۔	ایرج قنبری	۱۹۔	محمد رضا مہدی زاد
۵۔	محمد زہری	۱۰۔	ید اللہ رویائی	۱۵۔	تیردار نصری	۲۰۔	ہادی منوری

سنہ اشاعت کے اعتبار سے جدید فارسی نظم کے اُردو تراجم کی پانچ (۵) کتابیں ہیں جن کی فہرست ذیل میں پیش کی جارہی ہے:

۱۔ ن۔م۔راشد، مترجم: جدید فارسی شاعری، مجلس ترقی ادب، لاہور، فروری ۱۹۸۷ء

۲۔ معین نظامی، مترجم: نظمیں تیرا طواف کرتی ہیں، فکشن ہاؤس، لاہور، ۱۹۹۷ء

۳۔ عظمیٰ عزیز خاں، مترجمہ: رابطے کے دیے، القمر آرٹ، لاہور، ۲۰۰۳ء

۴۔ محمد کیومرثی جرتودہ، مترجم: معاصر ایرانی شاعری، الاشراق پبلی کیشنز، لاہور، جولائی ۲۰۰۷ء

۵۔ سعادت سعید، ڈاکٹر، مترجم: معاصر ایرانی نظمیں، سنگِ میل پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء

اب ان پانچ کتابوں میں سے ایک ایک نظم اور اُس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

جدید فارسی شاعری

ن۔م۔راشد کی یہ اہم کتاب مجلس ترقی ادب، لاہور نے ''جدید فارسی شاعری'' کے نام سے شائع کی ہے۔ یہ کتاب جدید فارسی شعرا کے تراجم پر مشتمل ہے۔ کتاب کے شروع میں راشد نے ایک طویل دیباچہ لکھا ہے جس میں جدید فارسی شاعری کا تعارف اور تجزیہ پیش کیا ہے۔ یہ تمہید مکتبہ المثال، لاہور نے 'جدید فارسی شاعری' کے تراجم کے ساتھ ایک کتابچے کی شکل میں ۱۹۶۹ء میں شائع کی تھی۔ اس تصنیف کے ایک نمائندہ شاعر محمد زہری کی فارسی نظم ''زائرانِ شہید'' کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

زائرانِ شہید

چاوشان، ھشدار می دادند:
''ھای!، راہ کاروان کوراست
تنگہ دردست کہ اندار ان کافرکیش مغروراست''
کاروان درماند
اسبہای رام، رم کردند
آرزوی تپہٴ گنبد نما بگسیخت
از ھمہ شوق زیارت، بادل وجان، وحشتی آویخت
حسرت بوسیدن آن آستان پاک، دردل ریخت
زائران درانتظار کافران خواندند
وردزنہار وامان خواندند
چاوشان، امید می دادند:''
ھای!...... باکی نیست
آفتاب معجزش درواپسین دم، باز خواھد تافت
ھرکہ معصوم است، آخر در ضریحش، بارخواھد یافت''
جویبا خون بہ راہ افتاد
نبض ہا باز ایستاد
این چہ آیین بود؟
یانبود اندر گروہ زائران، معصوم
یاخداوند! زبانم لال
آن حدیث معجزش حرفی دروغین بود (۹)

ن۔م راشد کا اُردو ترجمہ:

زائروں کی شہادت

نقیب پکار رہے تھے
''اے قافلے والو، ہوشیار! راستہ اندھا ہے
اوردرّے پر کافر اور ظالم گولی ماروں کا قبضہ ہے
کارروان کے پاؤں رک گئے
اُن کے سدھے ہوئے گھوڑے بھاگ کھڑے ہوئے

گنبدنما چٹان تک پہنچنے کی آرزو ہوا ہوگئی
زیارت کا وہ تمام شوق، دل وجان نثار کرنے کی وہ تمام خواہش
وحشت کی نذر ہوگئی
اُس آستانِ پاک کو بوسہ دینے کی حسرت دل ہی دل میں رہ گئی!
زائر کافروں کے انتظار میں سہم کر بیٹھ گئے
اورالامان، الحفیظ کا ورد کرنے لگے
نقیب دلاسا دینے لگے:
''ڈرو نہیں، اے قافلے والو! ڈرو نہیں
اُس کی کرامات بڑی ہے
اُس کی کرامات کا سورج نکل کر رہے گا
آخری وقت نکل کر رہے گا
جوتم سے پاک ہے، وہ اُس کی بارگاہ تک پہنچ کر رہے گا''
چیخ وپکار شروع ہوگئی، خون کی ندیاں بہنے لگیں،
نبضیں تھم کر رہ گئیں
یہ کیا قانون تھا؟
یا ان زائروں کے پورے گروہ میں کوئی پاک مرد نہ تھا
یا، خاکم بدہن، اے خداوند!
اُس کی کرامات کا ذکر محض جھوٹ تھا(۱۰)

''نظمیں تیرا طواف کرتی ہیں''

ڈاکٹر معین نظامی کی فارسی نظموں کے تراجم پر مشتمل پُر مغز کتاب ''نظمیں تیرا طواف کرتی ہیں'' نہ صرف کتاب کے عنوان کے لحاظ سے جاذب نظر ہے بلکہ اس میں موجود نظموں کے تراجم، مترجم کے ماہرانہ صلاحیت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔آپ نے فارسی اور اُردو دونوں زبانوں کو تخلیق اظہار کا ذریعہ بنایا۔دونوں زبانوں پر مکمل دسترس حاصل ہونے کی بناء پر آپ نے اس کتاب میں شامل فارسی نظموں کا اُردو میں ترجمہ بحسن وخوبی کیا ہے۔

مہدی اخوان ثالث کی فارسی نظم ملاحظہ کیجیے:

چون سبوی تشنہ

از تہی سرشار
جویبار لحظہ ھا جاری ست
چون سبوی تشنہ کاندر خواب بیند آب، وندر آب بیند سنگ

دوستان ودشمنان رامی شناسم من
زندگی رادوست می دارم؛
مرگ رادشمن
وای، اما، باکہ باید گفت این؟ من دوستی دارم
کہ بہ دشمن خواھم ازاوالتجابردن
جویبار لحظہ ھا جاری(۱۱)

ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

سبوئے تشنہ کی طرح......

لمحوں کی جوئبار جاری ہے
خالی پن سے سرشار
سبوئے تشنہ کی طرح، جسے خواب میں پانی دکھائی دے، اور پانی میں پتھر
میں دوستوں اور دشمنوں کو پہچانتا ہوں
زندگی میری دوست ہے
اور موت دشمن
لیکن کس سے کہوں کہ میرا دوست ایسا ہے کہ
میں دشمن سے اُس کی فریاد کرنے جارہا ہوں
لمحوں کی جوئبار جاری ہے(۱۲)

’’رابطے کے دیے‘‘

عظمیٰ عزیز خان کو بلاشبہ ادبی دنیا میں آئے، بہت زیادہ عرصہ نہیں گزرا لیکن اپنے کام کے اعلیٰ معیار کی بنا پر آپ نے ادبی حلقے میں اپنا ایک الگ مقام حاصل کرلیا ہے۔افغانستان کے نوجوان شعرا کے کلام کے اُردو تراجم کا یہ پہلا سلسلہ ہے جسے عظمیٰ عزیز نے اپنی کتاب میں پیش کیا۔ اِس لحاظ سے اِس کام میں آپ کو اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔آپ کو افغانی نوجوانوں سے دلی وابستگی ہے۔آپ نے ان کے جذبات واحساسات کو ترجمہ کی صورت میں پیش کرکے ایک اہم کام کیا ہے۔فریدون تولّلی کی فارسی نظم ملاحظہ کیجیے:

کارون

لم آرام چون قوئی سبکبار بنرمی برسر کارون ھمی رفت
بنخلستان ساحل قرص خورشید زدامان افق بیرون ھمی رفت
شفق بازیکنان درجنبش آب شکوہ دیگر وراز دگر داشت
بدستی پرشقایق باد سرمست توپنداری کہ پاورچین گذرداشت

جوان پا روز نان بر سینۂ موج　　بلم می راند و جانش در بلم بود
صدا سر دادہ غمگین ، دردہ باد　　گرفتار دل بیمار غم بود
''دوزلفونت بود تار ربابم　　چہ میخواھی ازیں حال خرا بم''
''تو کہ باما سر یادی ندادی　　چراھرنیمہ شو آئی یخوابم''
دورون قائق، از باد شبا نگاہ　　دو زلفش نرم نرمک تاب میخودہ
زلی خم گشتہ از قایق بر امواج　　سر انگشتش بچپن آب میخودہ
صدا، چون بوی گل در جنبش باد　　بآدامی بہر سو پخش می گشت
جوان میخواند سرشار از غمی گرم　　پی دستی نوازش بخش می گشت
''تو کہ نوشم نئ نیقم چرائی　　تو کہ یارم نئ پیشم چرائی''
''تو کہ مرھم نئ زخم را　　نمک پاش دل ریشم چرائی''
خموشی بود و زن در پر تو شام　　رخی چون رنگ شب نیلوفری داشت
ز آزاد جوان دلشاد دوخرسند　　سری باأو، دلی بادیگر داشت
دیگر سوی کارون زودقی خرد　　سبک، برموج لغزان پیش میراند
چراغی کور رامی زد بہ نیزاد　　صدائی سوز ناک از دورمی خواند

نسیمی این پیام آورد و بگذشت:
''چہ خوش بی مھر بونی ازدوسری''
جوان نالید زیر لب بہ افسوس:
''کہ یکسر مھر بونی درد سریٔ''(۱۳)

ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

''کارون''

کشتی کسی بطخ کی طرح ہلکے پھلکے انداز میں
آہستگی سے کارون پر چلی جا رہی تھی
ساحلوں کے نخلستان سے سورج کی ٹکیہ
اُفق کے دامن سے باہر چلی جا رہی تھی
شام کی سرخی پانی کی لہروں سے اٹکھیلیاں
کرتی تھی
اس کی شان اور تھی اور اس میں کوئی اور ہی راز چھپا ہوا تھا
گُلِ لالہ سے بھرے ہوئے صحرا میں مست ہوا
یوں لگتا تھا جیسے دبے پاؤں گزر رہی ہو

ایک نوجوان موجوں کے سینے پر چپو چلا رہا تھا
کشتی چلا رہا تھا، اور اس کی جان کشتی میں تھی
وہ ہوا کے رخ پر ایک غمگین گیت گا رہا تھا
وہ مریض عشق اور بیمارِ محبت تھا:
''تیری دو زلفیں میرے رباب کے تار ہیں
تو میری اس حالتِ زاد سے کیا چاہتی ہے
تو جو میرے ساتھ دوستی کا ارادہ نہیں رکھتی
تو آدھی رات کو میرے خوابوں میں کیوں آتی ہے''
کشتی کے اندر رات کی ہوا سے
دو زلفیں آہستگی سے پیچ و تاب کھا رہی تھیں
ایک عورت کشتی سے موجیں جھکی ہوئی تھی
اس کی انگلیوں کے پور پانی کی موجوں کو چھیڑ رہے تھے
گیت، جیسے ہوا کی جنبش سے پھولوں کی خوشبو
پھیلی ہے
بہت ہی پرسکون انداز میں ہر طرف پھیل رہا تھا
جوان گا رہا تھا اور اذیت ناک غم میں ڈوبا ہوا تھا
وہ کسی محبت کرنے والے ہاتھ کا طلب گار تھا
''تو جو کہ میرے لیے سکون کا باعث نہیں ہے تو وجہ اذیت کیوں ہے؟
تو جو کہ میری دوست نہیں ہے تو میرے سامنے کیوں ہے؟
تو میرے زخمی دل کا مرہم نہیں ہے
تو میرے زخمی دل پر نمک پاشی کیوں کرتی ہے''؟
سکوت تھا اور رات کے سایوں میں
عورت کا چہرہ رات کے رنگوں کی طرح نیلوفر جیسا ہو گیا تھا
وہ نوجوان کی تکلیف سے خوش تھی
بظاہر تو اس کے ساتھ تھی، لیکن اس کا دل کہیں اور تھا
کارواں کے دوسری طرف سے ایک چھوٹی کشتی
آہستگی سے لڑکھڑاتی موجوں پر چلی آ رہی تھی
نرسلوں کے جنگل میں ایک چراغ مدھم روشنی بکھیر رہا تھا
دور سے ایک دردناک گیت کی آواز آ رہی تھی

ہوا نے یہ پیغام دیا اور چلی گئی
''کتنا اچھا ہوتا ہے جب محبت دوطرفہ ہو''
نوجوان نے حسرت سے زیرِ لب تائید کی:
''یک طرفہ محبت درد ہوتی ہے'' (۱۴)

''معاصر ایرانی شاعری''

محمد کیومرثی جرتودہ نے جدید فارسی نظم کے بہت سے اُردو تراجم کیے۔ آپ پہلے ایرانی ہیں جس نے فارسی نظم کو اُردو ترجمہ میں پیش کیا اور ''معاصر ایرانی شاعری'' کی صورت میں ایک خوبصورت ترجمے کی کتاب پیش کی ہے۔ اس کے علاوہ متعدد تراجم بہت سے رسالوں میں دستیاب ہیں۔

تیمور ترنج کی فارسی نظم ملاحظہ کیجیے:

کودکانی کہ

آن ھنگام کہ چلچراغ روشن ستارگان را
بہ سنگھای پارہ
می شکنند
رخسارہ ھای پریدہ رنگشان را
در پس صورتکھایی پرتبسم
پنھان می کنند
کودکانی کہ
شولایی از غبار پوشیدہ اند
پا در رکاب اسبانی چوبین
بہ فتح تپہ ھای کوچک خاکستر
و کوھھای بزرگ زبالہ می روند
کودکانی کہ
ناخن ھای کبود سل
نای شان را می خراشد
و شانہ ھای لرزانشان را
بوسہ گاہ مرگ می کند
کودکانی کہ نالہ ھای خفتہ در گلویشان را
بر چھرۂ مبھوت ماہ تف می کنند

وردپای حق حقی بی پایان را
درچشم یکدیگرمی شمارند
کودکانی کہ
درپیادہ روھاپرسہ می زنند
درخیابان ھاخستہ می شوند
درمیدان ھاخواب می روند
وتنہادررؤیاھایشان
فوارہ ھای عسل وعصارہ ھای عطر
آگین سیب را
می نوشند
کودکانی کہ
باشعلہ ھای تاریک زخم ھاشان
برققنوس را
می سوزانند
وھمیشہ گاہ
فرشتہ ای رابہ یاری می خوانند
کہ دیری ست
بالھایش را
بردگاہ آسمانی بی ستارہ
گم کردہ است (۱۵)

ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

''وہ بچے جو۔۔۔''

جب ستاروں کے چمکتے ہوئے جھاڑ کو
ایک چھوٹے سے سنگریزے سے توڑتے ہیں
اپنے زرد گالوں کو
مسکراہٹوں سے بھرے چہروں کے پیچھے چھپاتے ہیں
وہ بچے
جو گرد وغبار کے اچکن پہنے ہوئے ہیں اور
لکڑی سے بنے گھوڑوں کی رکاب میں پاؤں رکھ کر

راکھ کی چھوٹی پہاڑی
اور کوڑے کرکٹ کے بڑے پہاڑوں پر فتح یاب ہونے کی
غرض سے جاتے ہیں
وہ بچے، تپ دق کے کالے ناخن
جن کے گلے چھیلتے رہتے ہیں
اور ان کے لرزتے کندھوں کو
موت کی بوسہ گاہ بناتے ہیں
وہ بچے
وہ اپنے گلے میں چھپے ہوئے نالوں کو
چاند کے حیران چہرے پر تھوکتے ہیں
اور بے انتہا ہچکیوں کے نشانات کو
ایک دوسرے کی آنکھوں میں گن لیتے ہیں
وہ بچے جو
پٹڑیوں پر آوارہ پھرتے ہیں
سڑکوں پر گھومنے پھرنے سے تھک کر چور ہو جاتے ہیں
چوراہوں میں سو جاتے ہیں
اور اپنے خوابوں میں صرف
شہد کے فوارے اور سیب کی خوشبودار رس
پیتے ہیں
وہ بچے جو
اپنے زخموں کے تاریک شعلوں سے
قفس کے پروں کو
جلاتے ہیں
اور ہمیشہ فرشتے کو مدد کے لیے پکارتے ہیں
جو بہت عرصے سے
اپنے پروں کو
ستاروں سے خالی آسمان کی دہلیز پر
کھو چکا ہے(۱۶)

’’معاصر ایرانی نظمیں‘‘

ڈاکٹر سعادت سعید علم وادب کی دُنیا کا ایک بڑا نام ہے۔ آپ کا پاکستان میں اور پاکستان سے باہر ایم۔اے، ایم۔فل اور پی۔ایچ۔ڈی لیول کی کلاسز پڑھانے کا چالیس سالہ تدریسی تجربہ ہے۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں اس کے علاوہ آپ کے بہت سے تراجم اور مضامین مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ’’معاصر ایرانی نظمیں‘‘ فارسی نظموں کے اُردو تراجم کے حوالے سے بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔

یداللہ رویائی کی فارسی نظم ملاحظہ کیجیے:

پائیز سبز

زمین فصاحت برگ چناررا
باذحستۂ پائیز می سپرد
ھوا ترنم سودائی شگفتن را
زنبض بی طپش خاک می گرفت
غروب، حرف خودش را
بہ گوش جنگل خاموش گفتہ بود
وشیروانی لال،
میان دودۂ افشان شب شبح می شد۔
میان درھم ھذیان من دوشعلۂ سبز
نشست۔
بہ روی شیشۂ تار
ملال پردہ شکست
واز حقیقت اشیاء بوی شک برخاست
وباحقیقت اشیاء بودی او پیوست (۱۷)

ترجمہ پیش خدمت ہے:

سبز خزاں

زمین چنار کے پتے کی سبزی کو
خزاں کی خستہ ہوا کے سپرد کر رہی تھی
سہوا کھلنے کے ترنم کی تمنا کو
مٹی کی سرد نبض سے تھامتی ہے
اپنے حرف کے غروب ہونے کی داستان

خاموش جنگل کے کان میں کہی تھی
اور لعل کا چھت پوش صبح کے پھیلے دھوئیں سے سیاہ ہو گیا
میرے ہذیان کی آشفتگی کے بیچ سبز شعلے
آن بیٹھے
تاریک شیشے کے سامنے
پردے کا ملال ٹوٹ گیا
اور اشیا کی حقیقت سے شک کی بو اُٹھی
اور اشیا کی حقیقت کے ساتھ اس کی بو پیوست ہوگئی (۱۸)

قیام پاکستان کے بعد ترجمے کے کام میں مزید وسعت آئی اور انگریزی کے علاوہ فرانسیسی، چینی، روسی اور اسپینی زبانوں میں تراجم پر کام شروع ہوا۔ ان دیگر زبانوں کے منظوم اردو تراجم نے بھی اردو نظم کے فروغ وارتقاء اور وسعت، وقعت میں اضافہ کیا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ ایسے تراجم کی رفتار اور تعداد میں مزید ترقی ہوئی۔ بہر حال آج بھی اردو زبان میں ترجمے کی طرف خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ اردو زبان میں ترجمے کا فن، الگ اور اہم مقام حاصل کر چکا ہے۔ عہد جدید میں ہمارے شعرا اور مصنفین ترجمہ پر بہت کام کر رہے ہیں۔ جن کی عمدہ مثالوں میں سے ڈاکٹر آفتاب اصغر، ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر معین نظامی، ڈاکٹر شعیب احمد، ڈاکٹر سعادت سعید، محمد کیومرثی جرتودہ، علی کمیل قزلباش، علی مظہر اشہر، افسر ماہ پوری اور ڈاکٹر سرفراز ظفر، ناہید کشور، عظمیٰ عزیز اور فاطمہ فیاض ہیں جو فارسی شعر و ادب کو ترجمے کی صورت میں پیش کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ سرور، آل احمد، نظر اور نظریے، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۸۷ء، ص:۸۳

۲۔ محمد اکرام چغتائی، نذیر حق، محمد اسلم کولسری، مرتبین: تشریحی لغت، لاہور: اُردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۱ء، ص:۵۳۹

۳۔ ایضاً، ص:۵۳۹

۴۔ ن۔م راشد، مترجم؛ جدید فارسی شاعری، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع اوّل، ۱۹۸۷ء، ص:۱

۵۔ ایضاً، ص:۱

۶۔ آفتاب اصغر، معین نظامی، ڈاکٹر، مرتبین: مقالات احسن، لاہور: شعبہ فارسی یونیورسٹی اورینٹل کالج، ۱۹۹۹ء، ص:۲۰۸۔۲۰۹

۷۔ عبداللہ، سید، ڈاکٹر، فارسی زبان وادب، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۷ء، ص:۹۱

۸۔ وہاب اشرفی، پروفیسر، تاریخ ادبیات عالم، جلد ششم ہفتم، اسلام آباد: پورب اکادمی طبع اوّل، ۲۰۰۶ء، ص:۳۳۳

۹۔ ن۔م راشد، مترجم: جدید فارسی شاعری، ص:۱۶

۱۰۔ ایضاً، ص:۱۷

۱۱۔ محمد رضا روزبہ، ڈاکٹر، ادبیات معاصر ایران، باب سوم، زمستان، تہران: نشر روزگار، ۱۳۸۶ھ

۱۲۔ معین نظامی، ڈاکٹر، مترجم: نظمیں تیرا طواف کرتی ہیں، لاہور: فکشن ہاؤس، ۱۹۹۲ء، ص:۴۰

۱۳۔ دکتر صبور، صدف تذکرۂ سخنوران روز، تہران: کتاب خانہ ابن سینا، چاپ دوم، ۱۳۷۷ھ ش، ص: ۱۷۵۔۱۷۶

۱۴۔ عظمیٰ عزیز خاں، مترجمہ: رابطے کے دیے، لاہور: القمر آرٹ، ۲۰۰۳ء، ص: ۲۱،۲۳

۱۵۔ محمد کیومرثی جرتودہ، مترجم: معاصر ایرانی شاعری، لاہور: الاشراق پبلی کیشنز، جولائی ۲۰۰۷ء، ص: ۳۶۔۳۸

۱۶۔ ایضاً، ص: ۳۷۔۳۹

۱۷۔ ن۔م راشد، جدید فارسی شاعری، ص: ۲۶۴۔۲۶۵

۱۸۔ سعادت سعید، ڈاکٹر، مترجم: معاصر ایرانی نظمیں، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۷ء، ص: ۵۰

☆......☆......☆